عازمین حج کیلئے ضروری اطلاع

اگر

آپ کا ارادہ حج کا ہو تو پہلے مسائلِ حج
کا سمجھنا ضروری ہے۔ بغیر سمجھے جانا
دِقت سے خالی نہیں رسالہ مفید الحاج
ترجمۂ اُردو مناسک حجۃ الاسلام
آقائے سید ابو الحسن اصفہانی طاب ثراہ
معہ حاشیہ آیتہ اللہ آقائے حاج سید حسین بروجردی
مدظلہ العالی ہر عازم حج کیلئے علاوہ مسائل حج
کے وہ تمام دِقتیں جو وہاں پیش آتی ہیں ایک رہبر
کا کام دیگی۔ قیمت مجلد عہ غیر مجلد عہ معہ حاشیہ
احمد بک ڈپو متصل خوجہ مسجد بمبئی بازار کراچی،
سے طلب فرمائیں

دار النشر لکھنؤ

مذہب حق کے دو ناصر

العلامہ القاضی السید نور اللہ الشوستری

و

العلامہ السید ناصر حسین النیشابوری

مرتبہ

سعادت حسین خاں

(قیمت) ۱۵ نئے پیسے

بدنام زمانہ محمود احمد عباسی کی کتاب "خلافت معاویہ و یزید" کا تحقیقی جواب زیر طبع ہے اور بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے

دار النشر لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ وآلہ الکریم

افقِ آگرہ پر دو غروب آفتابِ علم و کمال

ناصرانِ حق

علامہ قاضی سید نور اللہ شوستری و علامہ سید ناصر حسین نیشاپوری

مرتبہ

حجۃ الاسلام مولانا الحاج سعادت حسین خاں

مطبع العلم پریس ...

اُفقِ آگرہ پر دو آفتابِ علم و کمال

علامہ قاضی نور اللہ شوستری و علامہ السید ناصر حسین

مشاہد مقدسہ کے علاوہ ان زمینوں کو شرف حاصل ہے جن میں علمائے حق و مومنین و شہداء دفن ہوں۔ سرزمین آگرہ ان تمام اعتبارات سے ایک مقدس سرزمین ہے اسلئے کہ زمین آگرہ پر علاوہ دیگر مومنین و صالحین کے دو جلیل القدر عالم کی قبور موجود ہیں جن میں سے ایک بزرگ تو شرف شہادت سے بھی ممتاز ہیں۔

اس زمین کے مقدس و محترم ہونے کے لئے یہ امر کافی و وافی ہے کہ سرکار ناصر الملۃ طاب ثراہ مقدس مورخ و علامہ جلیل نے مشاہد مقدسہ کے بعد اپنی آخری خوابگاہ کے لئے منتخب فرمایا اور سنہ ۱۳[illegible]ھ کے اپنے آخری وصیت نامہ میں جوار جناب شہید علیہ الرحمہ میں اپنے دفن کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ سنہ ۱۳۶۱ھ سے دو آفتاب علم و کمال کی آخری خوابگاہ یہ مقدس و محترم سرزمین ہے۔

بعض احادیث و اخبار سے ناواقف افراد اس سرزمین پر مومنین کے بقصد زیارات آنے پر تنقید کیا کرتے تھے اس لئے ایک مرد مومن نے سرکار ناصر الملت جیسے محقق و محتاط مجتہد سے اسکے بارے میں استفتا کیا سرکار مرحوم نے اسکا جو جواب تحریر فرمایا ہم وہ سوال و جواب یہاں پر الشہید جلد [illegible] سے نقل کرتے ہیں:

سوال: جناب قاضی سید نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ کے مزار پر بغرض طلب حاجت جانے میں [illegible] کی کیا رائے ہے؟ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کچھوچھہ کا جانا اور مزار قاضی صاحب پر جانا یکساں ہے

اُن کا یہ خیال کہاں تک پایۂ اعتبار کو پہونچتا ہے۔

الجواب و باللہ التوفیق: زیارت مرقد مطہر جناب قاضی نور اللہ شوستری اعلی اللہ مقامہ نہایت مناسب ہے اور بہت موجب ثواب ہے، کہ وہ جناب سید بھی ہیں عالم بھی ہیں شہید بھی ہیں یہ مراتب بہت کم جمع ہوتے ہیں ایسے بزرگوار کی زیارت قبور بعد زیارت ائمہ معصومین علیہم السلام کے مرتبہ اور فضیلت میں ہیں اور جس شخص کو زیارت قبور معصومین علیہم سے محرومی ہو وہ ایسے قبر کی زیارت سے مستفید ہو سکتا ہے اسلئے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے من لم یستطع ان یصلنا فلیصل فقراء شیعتنا ومن لم یستطع ان یزور قبورنا فلیزر قبور صلحاء اخواننا۔ یعنی جو شخص نہ قادر ہو ہمارے ساتھ نیکی کرنے پر اسے چاہیئے کہ وہ نیکی کرے ہمارے فقراء شیعہ کے ساتھ اور جو شخص قادر نہ ہو ہماری قبور کی زیارت کرنے پر اسے چاہیئے کہ وہ زیارت کرے ہمارے اخوان صالحین کی۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ من لم یقدر علی صلتنا فلیصل صالحی موالینا یکتب له ثواب صلتنا ومن لم یقدر علی زیارتنا فلیزر صالحی موالینا یکتب له ثواب زیارتنا۔ جو شخص نہ قادر ہو ہمارے ساتھ نیکی کرنے پر اسے چاہیئے کہ وہ نیکی کرے ہمارے صالح دوستوں کے ساتھ تو لکھا جائے گا اسکے لئے ثواب ہمارے ساتھ نیکی کرنے کا اور جو شخص نہ قادر ہو ہماری زیارت پر اسے چاہیئے کہ زیارت کرے ہمارے صالح دوستوں کی کہ لکھا جائیگا اسکے لئے ثواب ہماری زیارت کا۔ اور یہ دونوں حدیثیں کتاب وسائل الشیعہ میں موجود ہیں اور جو کلام فاسد و خیال باطل بعض لوگوں کے سوال میں مذکور ہے وہ لغو محض ہے اور سراسر بے ادبی بلکہ بے دینی ہے۔

واللہ العاصم۔

یہ جواب بتا رہا ہے کہ زیارت قبور مومنین کو کیا فضیلت حاصل ہے پھر اگر کوئی ایمان کے ساتھ شرف سیادت و علم و شہادت بھی رکھتا ہو تو اس سے بہتر بعد زیارت ائمہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب تک تو آگرہ میں صرف ایک شہید اور قبور مومنین ہی کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا تھا لیکن سنہ ۱۳۶۱ھ سے شرف زیارت میں عظیم اضافہ ہوا ہے کہ ایک جلیل القدر عالم بے نظیر محقق عدیم المثال فقیہ

و مجتہد کا وطن بھی ہے چونکہ دوران سال میں ہزارہا ارادت کیش شرف زیارت سے مشرف ہوا کرتے ہیں اسلیئے ہم ان دونوں ہستیوں کے مختصر حالات زندگی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں

شہید علیہ الرحمہ کے ان حالات کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اُن کے فرزند ارجمند علاء الملک علیہ الرحمہ نے علماء و اعیان شوشتر کے حالات میں "محفل فردوس" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی تھی اس سے ماخوذ ہیں۔ محفل فردوس کا اصل نسخہ ہندوستان کے کتب خانوں میں موجود نہیں ہے لیکن اس کا وجود ایران میں یقینی ہے۔ خدا کرے اہل ایران اسے تمام و کمال شائع فرما دیں۔ محفل فردوس کے مطالب کے بعد جو چیزیں لکھی جائیں گی مع حوالہ کتب تحریر کی جائیں گی۔

محفل فردوس علم رجال کی ایک بہترین کتاب ہے۔ اس کا پتہ ہم کو اس طرح معلوم ہوا کہ ۱۳۶۶ھ میں شہید علیہ الرحمہ کی کتاب الصوارم المہرقہ فی نقد الصواعق المحرقہ کو شرکت سہامی طہران نے بڑے اہتمام سے شائع کی ہے اسکی تصحیح جلیل القدر عالم جلال الدین حسینی نے کی ہے اور فیضل اللہ کے نام قاضی صاحب کے حالات میں ایک عمدہ کتاب بھی اسکے ساتھ تصنیف کر کے شائع کی ہے جو شہید علیہ الرحمہ کے حالات میں سب کتابوں سے بہتر اور مفصل کتاب ہے۔

موصوف فیض الدمیں شہید علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند علاء الملک کی کتاب محفل فردوس سے اُن کے حالات بھی نقل کیئے ہیں محفل فردوس میں جناب علاء الملک نے اپنے خاندان کے علماء و افاضل کے حالات زندگی کو بھی تحریر کیا ہے۔ فیض الہ کے حاشیہ پر محفل فردوس سے جناب قاضی صاحب کے حالات کی جملہ عبارت کا معتدبہ حصہ بھی نقل کیا گیا ہے۔

جناب علاء الملک محفل فردوس میں اپنے والد ماجد کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں کہ مظہر فیض الہ مورد مثال دایہ کریمہ مثل نورہ نوراللہ بن شریف حسینی نوراللہ مرقدہ ان افراد میں داخل ہیں کہ اُنکے ابتدائے کلام گلستان کی سرخی ہر باب کی پیشانی پر مثل صندل سرخ ظاہر و نمایاں۔ ان کا قلم تو تراشیدہ و خوش نوشت قلم وحی الہام سے ملتا

جلتا اُن کا طریقۂ اجتہاد و رفق دین مبین اُن کے عقائد کی درستی سے ملت کے امور محکمت سے محفوظ اُن کا انداز تدارک تحریر شکستگی دل و مذہب کے لیئے مرمیا اثر انکے بلندی اساس ایمان کا ظہور مثل بروج فلک مجالس المومنین کے بارہ ابواب سے ظاہر و ہویدا۔

حضرت نوراللہ نوراللہ مرقدہ نے ماہ ربیع الثانی ۹۷۹ھ میں زیارت و تحصیل علوم و تکمیل نفس قدسی کے لیئے شوشتر سے مشہد امام رضا علیہ السلام کا قصد کیا ابتدائے ماہ صیام میں وارد مشہد ہوئے اور وہاں قیام کا قصد کر لے علوم دینیہ و معارف یقینیہ میں ہمہ تن مشغول ہو گئے اور محقق نحریر مولانا عبدالواحد و دیگر علماء اعلام سے استفادہ حاصل کرنے لگے لیکن حوادث زمانہ و فتنہ و فساد و مصائب و آلام کے سبب سے ابتدائے شوال ۹۹۰ھ میں وہاں سے ہندوستان کے لیئے روانہ ہو گئے یہاں پہونچکر مقربان شہریار ذیجاہ جلال الدین محمد اکبر میں داخل ہو گئے چونکہ بادشاہ کی عنایت اُن کی طرف بہت زیادہ تھی اس لیئے بہت بڑے بڑے عہدے اُنکے سپرد کیئے گئے اور فوج کے قاضی القضاۃ ایسے اہم عہدے پر انکو معین کر دیا گیا۔

اس جگہ اس حکایت کا تذکرہ مناسب ہے کہ ایک دن مشاہیر علمائے لاہور میں سے ملا عصمۃ اللہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ آیۂ کریمہ "اذا بلغت الحلقوم" اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ روح بھی جسم ہے اسلیئے اگر روح مجرد ہوتی تو اس کا حلقوم تک پہونچنا کوئی معنی نہیں رکھتا ہے جناب قاضی صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس آیت سے قبل روح کا ذکر نہیں آیا ہے اس لیئے لفظ بلغت کی ضمیر ادھر نہیں پلٹ سکتی ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ ضمیر قلوب کی طرف پلٹ رہی ہے اور آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ جب دل گلے تک پہونچ جائیں گے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے "بلغت القلوب الحناجر" دل گلے تک پہونچ گئے۔ یہ جواب سنکر وہ ایسا مبہوت ہو گیا کہ گویا اُسکے منھ میں پتھر بھر دیئے گئے تھے۔

موصوف کے ان افادات میں جو اُنکی بلندی مراتب و کمالات علمیہ علو فطرت اور جلیہ

مطالب عالیہ تک پہونچنے پر دلالت کرتی ہیں وہ مسئلہ بھی ہے جسے والد ماجد خود اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ جب سید فاضل عز الدین فضل اللہ یزدی رحمۃ اللہ علیہ زیارت مشہد مقدس رضوی علیہ آلاف التحیۃ والثنا کے لیئے حاضر ہوئے تو ایک دن میرے عم معظم و مخدوم مکرم جناب صدر رحمۃ اللہ کی خدمت میں تشریف لائے میں بھی اسوقت بہت سے بزرگوں اور ممتاز افراد کے ساتھ حاضر خدمت تھا تو انھوں نے اپنے سفر حج کے واقعات کا تذکرہ شروع کر دیا اور ان افراد کے حالات بیان کرنے لگے جن سے اس سفر مبارک میں ملاقات کی تھی چنانچہ انھیں افراد میں شیخ ابو الحسن بکری شافعی مصری کا تذکرہ بھی کیا اور یہ بیان کیا کہ وہ ایک مرد با فضل و منصف مزاج تھے تعصب مذہبی سے بہت دور رہا کرتے تھے - میں اُن کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا تھا تھا اور مذہب اہلسنت و شیعہ کے مشکل مسائل کو ان سے حل کیا کرتا تھا وہ ان مسائل کے جوابات نہایت لطیف و عمدہ عنوان سے دیا کرتے تھے ایک دن میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ شیعوں کے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ انبیاء قبل بعثت و نبوت بھی معصوم ہوتے ہیں حالانکہ قبل نبوت نبی نہ دین ہوتا ہے نہ شریعت جس کے احکام کے مطابق ان سے مواخذہ کیا جائے، شیخ ابو الحسن نے اس کا جواب یہ دیا کہ شیعوں کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ چونکہ نبی کی فطرت سالم اور طینت پاکیزہ ہوتی ہے اسلیئے اگر قبل بعثت و نبوت کبھی کوئی شریعت موجود ہوتی تو ان سے کوئی ایسا فعل نہ سرزد ہوتا جس سے اس شریعت کے لحاظ سے ان سے مواخذہ کیا جا سکتا۔ میں نے جب شیخ مذکور سے یہ جواب سنا تو میرے دل میں اس سے بھی قوی و مضبوط جواب سمجھ میں آیا لیکن میں اس زمانہ میں مبتدی ہی تھا اور شرح ہدایت الحکمۃ اور اسی کے مانند کتابیں پڑھا کرتا تھا اسلیئے میرے دل میں اس فاضل بزرگ کی ہیبت پیدا ہوئی اور جواب پیش کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی لیکن دل مجبور کرتا تھا کہ اپنا جواب ضرور پیش کر دوں آخر مجھ میں طاقت صبر باقی نہ رہی اور میں نے اپنے چچا جناب صدر کے سامنے اپنا جواب پیش ہی کر دیا اور عرض کیا کہ اس اشکال کی رد کے لیئے شیعوں کو اس شیخ اہلسنت کے جواب کی ضرورت نہیں ہے اسلیئے کہ اصول شیعہ میں قاعدہ حسن و قبح عقلی داخل ہے اسلیئے اگر بعثت سے قبل ان کی طرف حکم شریعت متوجہ بھی نہیں تھا لیکن قاعدہ حسن و قبح عقلی کے اعتبار سے انکے ارتکاب معاصی پر مواخذہ کیا جا سکتا تھا اس لیئے انبیاء کا قبل بعثت بھی معصوم ہونا ضروری ہے۔

چچا صاحب کے حاضرین محفل نے میرے اس جواب کو بہت پسند کیا اور بہت تعریف کی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

والد ماجد کے لطائف میں یہ لطیفہ بھی داخل ہے کہ طائفہ خاکیہ کی ایک فرد علامہ چلپی تبریزی تھا ہندوستان میں اسکے علم و فضل کا شہرہ تھا اور علامہ کے لقب سے ملقب تھا اُس نے تناہی ابعاد پر ایک برہان قاطع قائم کیا تھا اسکے ایک شاگرد نے اُس برہان کا مسودہ والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا والد ماجد نے اس برہان پر بہت سے اعتراضات کیئے اور برہان کو تحریر کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ قال بعض اجلاف الخاکیہ بعض کمینہ خاکیوں نے کہا جب یہ اعتراضات چلپی تبریزی کو معلوم ہوئے اور وہ ان کے جواب سے عاجز رہا تو اُس نے اضطراب رنج و غم میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے شکایت کی کہ سید نور اللہ نے مجھے اجلاف یعنی کمینہ تحریر کیا ہے جب والد ماجد دربار میں آئے تو بادشاہ نے کہا کہ آپ نے کس مناسبت سے چلپی کو کمینہ تحریر کیا ہے، جناب والد ماجد نے فرمایا میں نے اخلاف (جمع خلف) تحریر کیا ہے لیکن وہ خ کو ج سے بدلکر اجلاف (کمینہ) پڑھتا ہے۔

اس کے بعد مصنفات کی فہرست تحریر کی ہے جنکی تعداد بیچانوے ہے ہم اختصار کے سبب سے اسے ترک کرتے ہیں اُن مصنفات میں دیوان قصائد کا بھی ذکر ہے اور قصائد میں سے ایک قصیدہ محقق فردوس میں درج بھی کیا ہے

آخر میں یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت میر نور اللہ کا مرقد دار السلطنت آگرہ میں ہے وہیں

جوارِ رحمتِ ایزدی اختیار کیا تھا اور حسبِ ذیل قطعے سے تاریخِ وفات ظاہر ہوتی ہے۔

سرِ اکابرِ آفاق میر نور اللہ　　سپہرِ فضل وحیدِ زمانہ پاک سرشت
بنیمۂ شبِ بست و ششم ز ربیع آخر　　وزیں خرابہ رواں شد بسوئے قصرِ بہشت

چونکہ تشیع کے جرم میں آپ کی شہادت ظلم و جور سے ہو چکی تھی اس لیے بظاہر جناب علماء الملک نے تقیہ کے سبب سے اپنے والد ماجد کے واقعاتِ شہادت کو نہیں تحریر کیا ہے (اُن کے اس بیان سے جناب مولوی محمد ہادی صاحب عزیز مرحوم کا شہیدِ ثالث صفحہ ۱۳ پر یہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ ۱۸ر جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۹ھ میں شہید علیہ الرحمہ شہید کیے گئے بلکہ اُنکے فرزند ارجمند کے بیان سے ۲۶ر ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۹ھ میں شہادت واقع ہوئی ہے) لیکن اس عہد کے دوسرے تراجم نویس حضرات نے اپنے کتب میں واقعاتِ شہادت کو تحریر کیا ہے جیسے صاحب امل الآمل الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی متوفی سنہ ۱۱۰۴ھ و صاحب ریاض الشعراء فاضل جلیل علی قلی خاں داغستانی متوفی سنہ ۱۱۷۵ھ و صاحب تذکرہ عالم جلیل شیخ محمد علی حزین متوفی سنہ ۱۱۸۱ھ و صاحب روضات الجنات مرزا محمد باقر ابن زین العابدین متوفی سنہ ۱۳۱۳ھ و صاحب التحفۃ العالیہ و حجۃ الغالیہ و صاحب قاموس الاسلام سامی بیگ غتانی و صاحب کتاب مطلع العلوم و مجمع الفنون نواب امجد علی شاہ شاہِ اودھ۔

جناب مولوی مرزا محمد ہادی صاحب عزیز نے جناب شہید کا سن ولادت سنہ ۹۵۶ھ بغیر کسی کتاب کے حوالہ کے تحریر فرمایا ہے اور واقعاتِ شہادت کے سلسلہ میں شہیدِ ثالث ص ۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

سببِ قتل

بعض معتبر تذکروں سے قاضی صاحب کا سببِ قتل یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ہمیشہ مخالفین میں صلح و مدارا کی زندگانی بسر کی اور اپنے جذباتِ مذہب کو علی الدوام محفوظ

رکھا۔ قاضی صاحب چونکہ اہلسنت کے چاروں مذہبوں کے نہایت زبردست فقیہ تھے اسلئے اکبر بادشاہ اور دوسرے لوگ ہمیشہ اُن کو ایک منصف مزاج محقق سمجھے۔ اکبر نے جب قاضی صاحب کے تبحر کی انتہائی حالت دیکھی تو لاہور کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ قاضی صاحب نے اس عہدہ کو اس شرط پر منظور کیا کہ میں کسی ایک مذہب کے موافق قضایا میں فتوی نہ دوں گا بلکہ مذاہبِ اربعہ (شافعیہ، حنفیہ، حنبلیہ، مالکیہ) میں سے جس مذہب کے موافق میرا اجتہاد مقتضی ہوگا فتوی دوں گا چونکہ میں کافی قوتِ نظر و استدلال رکھتا ہوں اسلئے تمام مسائل میں کسی خاص مذہب کا پابند نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس چار دیواری سے باہر نہیں رہوں گا بادشاہ نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ قاضی صاحب نے مسائل قضایا و احکام میں ہمیشہ مذہبِ امامیہ کے مطابق فتوی دیا اگر کبھی کسی نے اعتراض کیا تو اُنھوں نے ثابت کر دیا کہ فتوی میرا مذاہبِ اربعہ کے فلاں مذہب کے مطابق ہے جانچنے والے جانچ لیتے تھے کہ اُن کے فتاوی میں اُن چار عنصروں سے ایک عنصر کی شرکت ضرور ہوتی تھی۔ ایک مدت تک اسطرح بسر کی اور احکامِ امامیہ کا نفاذ کرتے رہے مخفی طور سے تصانیفِ کلامیہ میں بھی مشغول رہے۔ اکبر کی زندگی تک یہ راز سربستہ رہا جہانگیر کے عہد میں اکثر علمائے مخالفین نے جو مقرب تھے بادشاہ سے کہا کہ قاضی صاحب کا مذہب شیعہ ہے اسی وجہ سے وہ اپنے فتووں میں بھی کسی ایک مذہب کے پابند نہیں۔ جہانگیر نے اسطرف توجہ نہ کی کیونکہ یہ شرط پہلی ہی منظور ہو چکی تھی۔ کوشش کرنے والے اُس وقت تو ناکام رہے مگر اُنکو فکر ہو گئی کہ ہم قاضی صاحب کا شیعہ اثناعشری ہونا ثابت کر دیں چنانچہ ایک شخص کو قاضی صاحب کے پاس سکھا پڑھا کر بھیجا اُسنے آکر قاضی صاحب سے پڑھنا شروع کیا اور اپنے تئیں شیعہ ظاہر کیا ایک مدت تک وہ اسطرح قاضی صاحب کے حلقۂ تلامذہ میں شامل رہا رفتہ رفتہ اتنا اعتبار پیدا کیا کہ اُن کی مخفی تصنیف کتاب مجالس المومنین پر مطلع ہوا نہایت کوشش سے وہ کتاب قاضی صاحب سے

دیکھنے کے واسطے لی اور مکان پر لے جا کر اس کی ایک نقل ان علماء کو دیدی وہ اُس
کتاب کو اثبات مطلب کا ایک دفتر سمجھ کر جہانگیر کی خدمت میں لے گئے اور کہا کہ اس
رافضی نے ایسی کتاب لکھی ہے سزاوار ہے کہ اس پر حد جاری کی جائے بادشاہ نے کہا
کیا سزا دینا چاہیے سب نے رائے دی دُرّہ خاردار لگانا چاہیے جہانگیر نے کہا اچھا تم کو
اختیار ہے۔ ان لوگوں نے موقع پا کر بہت جلد اس کام کو انجام دیا یہاں تک کہ قاضی صاحب
شہید ہو گئے کئی روز تک لاش بے غسل و کفن رہی۔

اور جناب شیخ حر عاملی نے کتاب امل الآمل میں تحریر فرمایا ہے

کان معاصراً لشیخنا البهائی و قتل بسبب تالیف

احقاق الحق۔

اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وجہ شہادت تالیف کتاب احقاق الحق ہو ممکن
ہے کہ شخص مذکور بجائے مجالس المومنین کے احقاق الحق پر مطلع ہوا ہو اور اسکو ظاہر کرکے
اپنی تیاری میں کامیاب ہوا ہو۔

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را ‌ ‌ بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن

اسی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر موصوف ہی تحریر فرماتے ہیں۔

قاضی صاحب کا دفن اور ایک ایرانی کا خواب

ایک ایرانی سردار جو اُس زمانہ میں ریاست گوالیار میں ملازم تھا اُس نے خواب میں پیغمبر اسلام
کی بیٹی فاطمہ زہرا کو دیکھا کہ وہ حکم دے رہی ہیں کہ اس نعش کو تو دفن کردے یہ ایرانی خواب دیکھ کر بیدار
ہوا اور فوراً آگرہ پہنچکر جہانگیر سے اس لاش کی تجہیز و تکفین کی اجازت حاصل کی اور
دفن کیا۔

چودھویں صدی ہجری کا محقق اعظم

حضرتِ سرکار ناصر الملۃ طاب ثراہ

سرزمین آگرہ جن عظیم ہستیوں کی امانت دار ہے ان میں برصغیر ہند و پاک کی وہ
عدیم المثال نادر زمانہ خاتم محققین علوم اسلامیہ ہستی ہے جسے سرکار میرزا علامہ حسن شیرازی
طاب ثراہ نے ناصر الملت اور علامہ مفتی سید محمد عباس طیب اللہ رمسہ نے صدر المحققین کا
خطاب دیا تھا۔ حضرت ناصر الملت ان یگانہ روزگار افراد میں داخل تھے کہ جو علوم
اسلامیہ میں وسعت اطلاع، کثرت حفظ۔ دقت نظر۔ رائے ثاقب۔ کثرت تصانیف
جلیلہ علوم ادبیہ میں مہارت تامہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ اسی سبب سے آپ نہ صرف
اہل ہند کے مرجع عوام و خواص تھے بلکہ بیرون ہند کے بڑے بڑے علماء آپکے علم و فضل و کمال
وسعت نظر کے معترف تھے۔ اس کا شاہد وہ کثیر خطوط ہیں جو بر ایران کی خدمت میں عراق
و ایران و دیگر ممالک اسلامیہ سے آیا کرتے تھے۔ جواب موصوف کے کتب خانہ میں
محفوظ ہیں۔

سرکار موصوف کا حافظہ اور دیگر کتب پر وسعت نظر کا تو یہ عالم تھا کہ اگر کسی مشکل
مسئلہ کا سوال کیا گیا تو آپ اُسی وقت مع حوالہ کتب و صفحہ و سطر اُسے بیان فرما دیتے تھے
سرکار ناصر الملۃ اعلی اللہ مقامہ نہ صرف علمائے شیعہ ہی میں اس عظمت و جلالت کے
مالک نہیں تھے بلکہ سواد اعظم حضرات اہلسنت کے علوم کلام و رجال و درایت و احادیث

وتاریخ وسیرو تفسیر پر ایسا عبور تھا کہ خود اہل سنت میں بھی اطراف واکناف عالم اسلامی میں اس وسعت نظر کا کوئی عالم نہیں گزرا ہے جس کا سب سے بڑا ثبوت موصوف کے مصنفات ہیں۔

ہم موصوف کے مرجع اعاظم علماء ہونے کے ثبوت میں ایک گواہی ہندوستان کی اور ایک شہادت عراق کی پیش کرکے اس مقالہ کو ختم کرتے ہیں علمائے ہند میں بڑے پائے کے عالم ومجتہد وعلوم عقلیہ وادبیہ میں زبردست محقق ورہنما۔ علامہ السید ظہور حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ متوفی ۱۳۵۵ھ تھے موصوف معقولات کے استاذ الاساتذہ ہونے کے ساتھ ادب عرب کے زبردست ماہر ومحقق بھی تھے۔

موصوف نے ایک مرتبہ زبان عربی میں حقیقت نفس کے بارے میں ایک معمہ نظم فرماکر سرکار ناصر الملۃ طاب ثراہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ موصوف کا جو ملازم اس معمہ کو لے کر حاضر خدمت ہوا تھا سرکار ناصر الملۃ اعلی اللہ مقامہ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ ٹھہر جاؤ جواب لے کر جانا ملازم ٹھہر گیا موصوف نے اس معمہ کو عربی ہی نظم میں معمہ ہی کی شکل میں حل فرماکر قلم برداشتہ تحریر فرماکر علامہ موصوف کی خدمت میں روانہ فرمادیا۔ جناب ظہیر الملۃ اعلی اللہ مقامہ کو اس قدر جلد معمہ منظوم کا معمہ منظوم میں جواب دیکھ کر حیرت واستعجاب کی حد نہ رہی چنانچہ اس کے جواب میں ناصر الملت کی مدح میں ایک زبردست قصیدہ عربی زبان میں نظم فرماکر روانہ کیا۔

جناب ظہیر الملت اعلی اللہ مقامہ نے جب پہلا خط معمہ منظومہ کے ساتھ روانہ کیا تھا اسکے لفافہ کی عبارت ایسی تھی جس میں القاب وآداب اور تعظیم وتبجیل کے کلمات مختصر تھے۔

لیکن اسکا جواب اس منظوم حل معمہ کی صورت میں آیا تو اسکے لفافہ کی عبارت ہی کچھ اور تھی

ہم اختصار کے سبب سے اسے ترک کرتے ہیں۔

لفافہ کی ان دونوں عبارتوں ہی سے پتہ چلتا ہے کہ جواب معمہ منظوم کو پڑھ کر انکی نظر میں جناب ناصر الملۃ طاب ثراہ کی عظمت وجلالت کس قدر بڑھ گئی تھی۔ اختصار مد نظر ہے ورنہ ان تینوں نظموں کو مع ترجمہ وعبارات لفافہ ہدیۂ ناظرین نہیں کیا جاتا۔

دوسرا شاہد عراق کے ایک زبردست عالم علامہ شیخ محمد عسکریین کا وہ خط ہے جسے موصوف نے سرکار ناصر الملۃ اعلی اللہ مقامہ کی خدمت میں روانہ کیا تھا اصل کتب خانہ ناصریہ میں اب تک موجود ہے۔ سرکار مرحوم نے اس کا جو جواب تحریر فرمایا اسے راقم الحروف کو رحمت فرماکر ارشاد فرمایا اسکی ایک نقل کتب خانہ میں اور ایک اپنے پاس رکھ لو یہ میرے زمانہ تحصیل علم کا واقعہ ہے بحمد اللہ وہ نقل اب تک میرے پاس محفوظ ہے۔ اس خط کے جواب ہی سے پتہ چل جاتا ہے کہ علامہ شیخ محمد کے خط کا مضمون کیا تھا۔

سرکار ناصر الملۃ جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ بس از تقدیم تسلیم بااکرام عرض ہے کہ جناب کا نوشتہ گرامی آیا۔ اور حقیر کے بلندی سر افتخار کو بام فلک تک پہنچا دیا جناب کے مانند اشخاص کی یادآوری نحیف کے مانند اشخاص کے لئے نعمات عظیمہ میں سے ایک عظیم نعمت ہے جس کا شکریہ ادا کرنا احاطہ تقریر وتحریر سے باہر ہے یہی بہتر ہے کہ جناب کے وجود مسعود کے قیام وبقا کے لئے دعا کرتا رہوں تاکہ پروردگار عالم سرکار شریعتمدار کے وجود کو ترویج احکام شریعت خیر الانام علیہ وآلہ الاف السلام کے لئے ہمیشہ باقی اور مؤید رکھے جناب کے حسب ارشاد آیت اللہ فی العالمین جناب والد ماجد اعلی اللہ مقامہ فی اعلی علیین کے حالات کتاب نجوم السماء کی جلد ثانی سے انتخاب کرکے روانہ کر رہا ہوں جسے جناب ملاحظہ فرمائیں گے۔

کتاب عبقات الانوار کے دو منہج ہیں اور پوری کتاب بہت بڑی بڑی تیس جلدوں پر مشتمل ہے یہ کتاب اگرچہ دراصل تحفہ اثنا عشریہ کے باب ہفتم کے جواب میں تصنیف کی گئی ہے

لیکن ضمناً مبحث امامت پر مخالفین کے جتنے شبہات ہیں ان سب کے جوابات بھی دیدیے گئے ہیں جیسے کہ جناب نے اس کے مجلدات کے مطالعہ سے معلوم فرمایا ہوگا۔

تحفہ اثنا عشریہ کے بارہ بابہیں علماء ہندوستان رضوان اللہ علیہم نے تمام ابواب کے جواب تحریر فرمائے ہیں بلکہ بعض ابواب کے جواب میں مختلف مصنفات مختلف علماء مصنفین کے قلم سے ظاہر ہوئے ہیں۔ ان ابواب تحفہ کے جوابات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جواب باب اوّل تحفہ

۱۔ نزہہ اثنا عشریہ جلد اول تصنیف جناب مرزا محمد دہلوی اعلی اللہ مقامہ۔

۲۔ سیف ناصری۔ تصنیف جناب مفتی محمد قلی خاں صاحب مرحوم جد امجد نحیف طاب ثراہ۔

۳۔ صارم بتار۔ تصنیف مرزا محمد اخباری اکبر آبادی۔

جواب باب دوم تحفہ

۱۔ تقلیب المکائد۔ تصنیف جد امجد جناب مفتی محمد قلی خاں صاحب طاب ثراہ۔

۲۔ صارم بتار جلد دوم۔ تصنیف مرزا محمد اخباری اکبر آبادی۔

جواب باب سوم تحفہ

۱۔ نزہہ اثنا عشریہ جلد سوم تصنیف جناب حکیم مرزا محمد دہلوی اعلی اللہ مقامہ

جواب باب چہارم تحفہ

۱۔ نزہہ اثنا عشریہ جلد چہارم۔ تصنیف جناب حکیم مرزا محمد دہلوی اعلی اللہ مقامہ

۲۔ ہدیۃ العزیز تصنیف مفتی خیر الدین محمد الہ آبادی رحمۃ اللہ۔

جواب باب پنجم تحفہ

۱۔ نزہہ اثنا عشریہ جلد پنجم۔ تصنیف جناب حکیم مرزا محمد دہلوی اعلی اللہ مقامہ

۲۔ صوارم الہیہ۔ تصنیف جناب غفرانمآب مولوی دلدار علی صاحب طاب ثراہ۔

جواب باب ششم تحفہ

۱۔ حسام الاسلام۔ تصنیف جناب غفرانمآب مولوی سید دلدار علی صاحب طاب ثراہ

جواب باب ہفتم تحفہ

۱۔ رسالہ در بحث غیبت حضرت حجۃ عجل اللہ ظہورہ۔ تصنیف جناب غفرانمآب مولوی سید دلدار علی صاحب طاب ثراہ

۲۔ بوارق موبقہ تصنیف جناب سلطان العلماء مولوی سید محمد صاحب طاب ثراہ۔

۳۔ جواہر عبقریہ۔ در جواب بحث غیبت۔ تصنیف جناب حجۃ الاسلام مفتی سید محمد عباس صاحب شوستری طاب ثراہ۔

۴۔ برہان السعادۃ۔ تصنیف جدی الامجد المفتی سید محمد قلی خاں طاب ثراہ

۵۔ عبقات الانوار دس مجلد تصنیف جناب آیۃ اللہ فی العالمین والدی الماجد العلام حامد حسین صاحب طاب ثراہ۔

جواب باب ہشتم تحفہ

۱۔ احیاء السنۃ۔ تصنیف جناب غفرانمآب مولوی سید دلدار علی صاحب طاب ثراہ

جواب باب نہم تحفہ

۱۔ نزہہ اثنا عشریہ جلد نہم تصنیف جناب حکیم مرزا محمد دہلوی اعلی اللہ مقامہ

جواب باب دہم تحفہ

۱۔ تشیید المطاعن تصنیف جناب جدی العلام المفتی السید محمد قلی خاں طاب ثراہ۔

جواب باب یازدہم تحفہ

۱۔ مصارع الافہام۔ تصنیف جدی الامجد المفتی السید محمد قلی خاں طاب ثراہ

جواب باب دوازدہم تحفہ

۱۔ ذوالفقار۔ تصنیف جناب غفرانمآب مولوی سید دلدار علی صاحب طاب ثراہ

علمائے امامیہ کے حالات میں کوئی خاص کتاب نہیں تصنیف کی گئی ہے لیکن ان کے اکثر کے حالات نجوم السماء میں مذکور ہیں عرصہ ہوا اسکی جلد اول چھپ چکی ہے دوسری جلد کی طباعت کی سعی و کوشش مصنف کے فرزند کر رہے ہیں[1] جو عنقریب چھپ جائے گی۔

ہاں ہندوستان کے علماء اہلسنت کے حالات میں سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان مصنفہ غلام علی آزاد بلگرامی اور ابجد العلوم مصنفہ مولوی صدیق حسن خان قنوجی چھپ چکی ہے بمبئی کے تجار سے یہ کتابیں مل سکتی ہیں۔

کشف الحجب اور شذور العقیان یہ دونوں کتابیں میرے عم محترم علامہ سید اعجاز حسین صاحب طاب ثراہ کے مصنفات میں داخل ہیں۔ کشف الحجب میں مصنفات امامیہ کا تذکرہ ہے اور شذور العقیان میں علماء امامیہ کے حالات درج ہیں۔ میں عبد العلی طباطبائی محشی امل آمل۔ اور صاحب تذکرہ نتائج کے حالات سے باخبر نہیں ہوں۔ عبقات و استقصاء کی اسی قدر جلدیں طبع ہوئیں جو آپ کے پاس ہیں۔ اگر جناب حدیث غدیر کے چار دن جلدوں کی طباعت کا حکم بعض تجار تبریز کو دیں[2] تو یہ امر ترویج دین کا سبب ہوگا الخ

اس آفتاب علم و کمال کی ولادت باسعادت ۲۹ر جمادی الثانیہ ۱۲۴۰ھ میں ہوئی اور یکم رجب ۱۲۸۶ھ کو ۴۶ سال کی عمر میں یہ مہر درخشاں اور نیر کامل غروب ہوگیا۔ اہل ہند کے ایک عظیم اجتماع میں ۱۳۶۶ھ مزار مقدس قاضی نور اللہ شوستری کے احاطہ میں ایک مشرقی حجرے میں اس آفتاب علم کو سپرد خاک کیا گیا۔

---

[1] نجوم السماء جلد ثانی افسوس ہو کہ طبع نہیں ہوئی کتب خانہ راجہ صاحب محمود آباد دام اقبالہ میں موجود ہے

[2] حدیث غدیر کے مجلدات کو علماء قم کی ایک علمی جماعت نے طبع کرا دیا ہے۔ نیز بعض تازہ وارد علما سے معلوم ہوا ہے کہ اصفہان میں عبقات الانوار کے باقی مجلدات کی طباعت کا انتظام ہو رہا ہے۔